علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی

ترتیب و تعلیق: ڈاکٹر محمد غطریف شہباز ندوی

حدیث: 'إن عليًا لا يحبه إلا مؤمن ولا يبغضه إلا منافق' کی تحقیق

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس طور پر ایک بڑے مظلوم صحابی ہیں کہ ان پر بڑا جھوٹ بولا گیا ہے، اور یہ ظلم ان پر ان راویوں نے زیادہ ڈھایا ہے جو ان کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ سیدنا علی کے مناقب بے شمار ہیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ ان کی فضیلت کے اثبات کے لیے ہرگز بھی اباطیل واکاذیب کی ضرورت نہ تھی، مگر حب علی میں مبالغہ کرنے والوں نے ان کے بارے میں منہ بھر بھر کے جھوٹ بولا ہے جو اسلام کے مستند ذخیرۂ حدیث تک میں راہ پا گیا ہے۔ ان ہی میں سے ایک مشہور، مگر موضوع روایت کی تحقیق پیش خدمت ہے۔ (غ)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

۱۔ حدثنا ابن نمير ثنا الأعمش عن عدي بن ثابت عن زر بن حبيش قال: قال على رضى الله عنه: أنه مما عهد إليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه لا يبغضني إلا منافق ولا يحبني إلا مؤمن. (مسند احمد، طبع قدیم ہندی، ص ۸۴)

ترجمہ: زِر بن حبیش کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو خاص باتیں بتائیں، ان میں یہ بھی تھی کہ مجھ سے نفرت نہیں کر سکتا، مگر کوئی منافق اور مجھ سے محبت نہیں کر سکتا، مگر وہ جو مومن ہو۔ (غ)

تراجم: عدی بن ثابت: عدی بن ثابت انصاری شیعوں کی مسجد کا امام اور ان کا خاص واعظ تھا۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: 'كان إمام مسجد أهل الشيعة وقاصهم'۔ یحییٰ بن معین نے کہا ہے: شیعی مفرط، (یعنی غالی شیعہ تھا)۔ ابو اسحاق جوزجانی کہتے ہیں: 'مائل عن القصد' (غلو کار تھا)۔ دار قطنی کا قول ہے: 'كان غاليًا في التشيع' (یعنی غالی شیعہ تھا)۔ اس شخص میں یہ بھی مرض تھا کہ آثار موقوفہ کو آثار مرفوعہ بنا کر بیان کر دیا کرتا تھا۔ شعبہ نے کہا ہے: 'كان من الوضاعين' (حدیثیں گھڑا کرتا تھا) (ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب حرف العین ص ۱۴۹، المجلد السابع، دار الفکر بیروت الطبعۃ الاولی ۱۹۸۴ء (غ)۔ قوی الحفظ اور صوم وصلاۃ کا پابند تھا، اس لیے بعض حضرات نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، حالاں کہ رافضی ہونا اور ثقہ ہونا متضاد بات ہے۔ اس نے اپنے والد سے اور نانا عبد اللہ بن یزید الخطمی سے اور براء بن عازب وسلیمان بن صرد وعبد اللہ بن اوفی وزید بن وہب وزِر بن حبیش وابو حازم اشجعی ویزید بن براء بن عازب وابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری وسعید بن جبیر وابو راشد صاحب عمار سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور اس سے ابو اسحاق سبیعی وابو اسحاق شیبانی ویحییٰ بن سعید انصاری و اعمش وزید بن ابی انیسہ وحجاج بن ارطاۃ واسماعیل السدی وشعبہ ومسعر وفضیل بن مرزوق وعبد الجبار بن العباس واشعث بن سوار وغیرہم نے۔

ثابت اس کا باپ تھا یا دادا، اس کے متعلق اہل علم میں کافی اختلاف ہے۔ ابن عبد البر نے ثابت کو باپ اور عبید بن عازب کو اس کا دادا بتایا ہے۔ پس یہ عدی بن ثابت بن عبید بن عازب ہے اور دیگر اہل علم نے ابان کو باپ اور ثابت بن قیس کو دادا قرار دیا ہے۔ اور اس کا نام ونسب یوں بتایا ہے: عدی بن ابان بن ثابت بن قیس بن الخطیم الانصاری۔ پس عدی کا باپ بھی مجہول ہے اور دادا بھی۔ لہٰذا وہ احادیث جو عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے مروی ہیں، غیر ثابت ہیں۔ برقانی کہتے ہیں کہ میں نے دار قطنی سے اس اسناد کے متعلق دریافت کیا تو جواب دیا: 'لا يثبت ولا يعرف أبوه ولا جده' (یہ سند ثابت نہیں کہ اس کا نہ دادا معلوم ہے نہ باپ)۔ عدی بن ثابت نے ۱۱۶ھ میں وفات پائی۔ 'ذكره ابن حبان في الثقات وقال: مات في ولاية خالد على العراق وقال ابن نافع مات ست عشرة ومأة' (ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب، ایضاً ص ۱۵۰) (ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا کہ اس کی وفات اس وقت ہوئی جب عراق پر خالد گورنر تھا۔ ابن نافع نے کہا کہ سنہ ۱۱۰ میں مرا ہے)۔ عدی کو بہت سے اہل علم نے ثقہ بتایا ہے،

مگر ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان توثیق کرنے والوں کو اس کی قوت حفظ اور پابندی صوم وصلاۃ سے دھوکا لگا ہے۔ رافضی شخص اور غلو پسند شیعی ہونے کی وجہ سے اس کے ثقہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۲۔'حدثنا وكيع ثنا الأعمش عن عدى بن ثابت عن زِربن حبيش عن علي قال: عهد إليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه لا يحبک إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق'(ص ۹۵، ص ۱۲۸) مسند احمد بن حنبل (ترجمہ اسی کے مثل ہے جو اوپر گزرا)۔

وکیع سے اسی اسناد کے ساتھ امام احمد کے علاوہ واصل بن عبد الاعلیٰ نے بھی واصل سے نسائی نے بہ ایں لفظ:

'عهد إليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا يحبني إلا مؤمن ولا يبغضني إلا منافق'(سنن نسائی ج ۲ ص ۲۷۲، طبع ہندی، کتاب الایمان وشرائعہ، باب علامۃ المنافق)۔

۳۔ عبد اللہ بن نمیر و وکیع کے علاوہ ابو معاویہ و یحییٰ بن عیسیٰ الرملی و فضل بن موسیٰ نے بھی اعمش سے اسی اسناد کے ساتھ یہ حدیث روایت کی ہے۔ ابو معاویہ: اور عبد اللہ بن نمیر و وکیع تینوں سے بواسطہ علی بن محمد ابن ماجہ نے:

'عن علي قال عهد إليّ النبي الأمي صلى الله عليه وسلم أنه لا يحبني إلا مؤمن ولا يبغضني إلا منافق' ص ۱۲ فضل علی رضی اللہ عنہ)۔ نیز ابو معاویہ و وکیع دونوں سے بواسطہ ابو بکر بن ابی شیبہ اور صرف ابو معاویہ سے بواسطہ یحییٰ بن یحییٰ امام مسلم نے بہ ایں لفظ:

'عن زِرقال: قال علي: والذي فلق الحبة وبرأ النسمة أنه لعهد إليّ نبي الله صلى الله عليه وسلم أن لا يحبني إلا مؤمن ولا يبغضني إلا منافق'(فتح الملہم ۱/۲۴۲)''زِر بن حبیش کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو خاص باتیں بتائیں، ان میں یہ بھی تھی کہ مجھ سے نفرت نہیں کر سکتا، مگر کوئی منافق اور مجھ سے محبت نہیں کر سکتا، مگر وہ جو مومن ہو''۔(غ)

یحییٰ الرملی: سے ان کے برادر زادہ عیسیٰ بن عثمان نے ان سے ترمذی نے بعینہٖ مثل ابن ماجہ، مگر اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے:'قال عدي بن ثابت: أنا من القرن الذين دعالهم النبي صلى الله عليه وسلم'''عدی بن ثابت نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاے خیر فرمائی تھی''(ج ۳ ص ۲۱۵ مناقب علی)۔

فضیل بن موسیٰ: سے بواسطہ یوسف بن عیسیٰ نسائی نے بعینہٖ مثل ابن ماجہ (ج ۲ ص ۲۷۰ کتاب الایمان و

علامة الايمان) واضح رہے کہ ترمذی کی روایت میں عدی بن ثابت کا جو قول مذکور ہے یعنی 'انا من القرن الذین دعالهم النبي صلی الله علیه وسلم'، تو اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ اس میں کسی دعا کا ذکر نہیں ہے۔ فی الواقع یہ کسی راوی کا یا خود ترمذی کا وہم ہے۔ عدی بن ثابت کے اس قول کا صحیح مقام وہ روایت ہے جو غدیر خم کے بارہ میں عدی بن ثابت نے حضرت براء بن عازب کی طرف منسوب کی ہے جس کی تخریج ابن ماجہ نے کی ہے اور جس کو ہم ص ۲۵۹ (یعنی مسودہ ارشاد الطالب شرح مسند علی ابن ابی طالب کے صفحۂ مذکور پر) درج کر آئے ہیں۔ اس میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر دعا فرمائی تھی: 'اللّٰھُمَّ وال من والاہ وعاد من عاداہ' یہ دعا محبان علی کے لیے دعاے خیر ہے اور دشمنان علی کے حق میں بددعا۔ یہ حدیث بیان کر کے عدی بن ثابت نے کہا کہ میں بھی اسی گروہ میں سے ہوں جن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی، یعنی میں محبان و دوست داران علی میں سے ہوں، اس لیے میں اس دعاے خیر کا مستحق ہوں۔ پس اس بات سے قطع نظر کہ یہ فی الواقع خدا ناترسی کی انتہا ہے کہ اس شخص نے خود ہی یہ دعا تصنیف کر کے براء بن عازب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ترازی کی اور خود ہی اس کا مستحق بن گیا۔ اس کے قول مذکور کا محل یہ ہی ہے نہ کہ وہ روایت جو ترمذی نے نقل کی ہے۔

یہ حدیث سنداً غریب اور حقیقتاً موضوع ہے اور غالباً عدی بن ثابت کی گھڑی ہوئی ہے۔ غریب اس لیے کہ عدی بن ثابت کے علاوہ زِر بن حبیش سے اور کسی شخص نے اس کی روایت نہیں کی۔ نہ زِر بن حبیش کے علاوہ اصحاب علی میں سے کسی اور سے مروی ہے۔ اور موضوع اس لیے ہے کہ اس کا مقتضا یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جس کو بھی محبت ہو، وہ مومن ہو گا اور جو شخص بھی حضرت علی سے اپنے دل میں بغض رکھتا ہو، وہ منافق ہو گا، حالاں کہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ خود حضرت علی کے دور میں ہزاروں مخلص اور پکے سچے اہل ایمان تھے جن کے دل میں حضرت علی سے نفرت و عداوت بیٹھی ہوئی تھی (گرچہ اس کے اسباب سیاسی تھے اور اس دور میں باہمی غلط فہمیوں کی جو فضا بن گئی تھی وہ تھی) اور کتنے ہی (اپنے دعوے کی حد تک) حضرت علی کو چاہنے والے تھے جو نفاق اور اسلام دشمنی میں مبتلا تھے۔ اسی طرح حضرت علی کے عہد سے لے کر آج تک بے شمار انسان ایسے گزرے ہیں اور اب بھی ہیں جو حب علی کی وجہ سے ہی ایمان و اسلام کے دائرہ سے خارج ہو گئے ہیں۔ بے شک ہر مسلمان کے دل میں دیگر صحابۂ کرام کی محبت کی طرح حضرت علی کی محبت بھی ہونی چاہیے لیکن خاص حضرت علی کی محبت ہرگز اس ایمان کا دار و مدار نہیں جس کی دعوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔

عدی بن ثابت کی یہ روایت خود حضرت سیدنا علی کی تصریح کے بھی خلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب لوگوں نے پوچھا کہ ہمیں وہ مخصوص باتیں بتایئے جو صرف آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھیں تو انھوں نے سختی سے اس بات کی تردید کی اور فرمایا: 'ما عهد إليّ رسو ل الله صلى الله عليه وسلم شيئًا لم يعهده إلى الناس'، یعنی آں جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی خاص ایسی بات نہیں بتائی جو دوسروں کو نہ بتائی ہو۔ حالاں کہ عدی بن ثابت کی یہ روایت بتاتی ہے کہ حضرت علی کو بہت سی خاص باتیں بتائی گئی تھیں۔ ازاں جملہ یہ کہ: 'لا يحبك إلا مؤمن ولا يبغضك إلا منافق'۔

واضح رہے کہ میں ان توجیہات سے بے خبر نہیں ہوں جو حافظ ابن حجر وغیرہ نے اس حدیث کے بارہ میں کی ہیں۔ لیکن میں تاویل سے کتے کو بکری بنا دینے کا قائل نہیں ہوں۔ تاویل و توجیہ کی ضرورت تو جب ہو کہ یہ حدیث صحیح ہو۔ اور امام مسلم کا صحیح میں اسے ثبت کر دینا ان کی ذاتی رائے پر مبنی ہے۔ جس کا صحیح ہونا ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عدی بن ثابت کا رافضی و غالی شیعہ ہونا ان کے علم میں نہ آیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو درخور اعتنا نہیں سمجھا اور صحیح میں اسے درج نہیں کیا۔ اور نقد حدیث میں یقیناً امام بخاری امام مسلم سے بدرجہا فائق ہیں۔ اس حدیث کے علاوہ بھی اور بھی کئی موضوع حدیثیں امام مسلم درج صحیح کر گزرے ہیں جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے۔

دروغ باف واضعین نے اس حدیث کی روایت کی تہمت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا و ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ پر بھی لگائی ہے۔ مناسب ہو گا کہ ان دونوں روایتوں کا بھی مطالعہ کر لیا جائے۔

حدیث ام سلمہ

ترمذی نے کہا ہے: 'حدثنا واصل بن عبد الأعلى نا محمد بن فضيل عن عبد الله بن عبد الرحمٰن أبي نصر عن المساور الحميرى عن أمه قالت: دخلت علي أم سلمة سمعتها تقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحب عليًا منافق ولايبغضه مؤمن' (ج ۲ مناقب علی) عبداللہ بن عبدالرحمٰن یعنی ابو نصر نے مساور حمیری سے اور اس سے ابو نصر کی ماں نے روایت کی ہے کہ میں حضرت ام سلمہ کے پاس گئی تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی سے کوئی منافق محبت نہیں رکھ سکتا اور نہ ان سے کوئی مومن بغض رکھ سکتا ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابو نصر ضبی کوفی نے یہ حدیث المساور الحمیری سے روایت کی ہے اور اس نے اپنی ماں

سے۔ یہ مساور حمیری کون تھا، کتب رجال سے اس کا کوئی سراغ نہیں لگتا۔ نہ اس کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کا کوئی ذکر ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس مجہول شخص کے متعلق صرف یہ لکھا ہے کہ: 'قرأت بخط الذهبي أنه منكر'، یعنی میں نے اس کے بارے میں حافظ ذہبی کی یہ تحریر پڑھی ہے کہ مساور کی یہ حدیث منکر ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۹۴، المجلد العاشر، دار الفکر بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۹۸۴ء (غ)۔ پس ذہبی نے اس شخص کو منکر الحدیث، یعنی غلط بیان وغلط گو شخص قرار دیا ہے۔ پھر اس کی والدہ بھی بالکل مجہول ہے مجہول الاسم بھی اور مجہول الحال بھی۔ مساور سے صرف یہ دو حدیث مروی ہیں جن کی اس نے اپنی ماں سے ہی روایت کی ہے۔ اور مساور سے ان کی روایت صرف ابو نصر ضبی نے کی ہے۔ ایک حدیث تو یہی ہے جس کی تخریج صرف ترمذی نے کی ہے۔ اور آخر میں لکھ دیا ہے کہ 'هذا حديث حسن غريب' اور ایک یہ کہ جو عورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ اس کی تخریج ابن ماجہ و ترمذی نے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس حدیث کی اسناد ایسی مظلم و تاریک ہو اس کو حسن قرار دینا قطعاً غلط ہے۔

میں کہتا ہوں کہ عیاں را چہ بیاں۔ یہ مساور حمیری یقیناً کوئی رافضی ہوگا اور یہ حدیث اسی کی گھڑی ہوئی ہے۔ اور چونکہ محمد بن فضیل اور ابو نصر، دونوں شیعہ تھے اور اگرچہ اہل علم نے روایت حدیث میں ان کی توثیق کی ہے۔ مگر فضیلت علی کے باب میں کسی حدیث کا مل جانا خواہ وہ کتنی ہی ساقط ورد ی کیوں نہ ہو شیعی شخص کے لیے نعمت جلیلہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس لیے ثقہ سے ثقہ شیعی حضرات بھی فضل علی کے بارے میں احتیاط و تورع سے بے بہرہ ہو جاتے تھے، اور جوں ہی کوئی ایسی بات ان کے کان میں پڑتی، اس کی روایت کر ڈالتے تھے۔ پس اسی عادت کی بنا پر ان لوگوں نے اس موضوع حدیث کو روایت کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ انھیں معاف فرمائے۔ محبت میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے، ورنہ کون نہیں جانتا کہ محبان علی میں سے بہت سے لوگ قطعاً کفریہ عقائد کے حامل تھے اور ہیں اور مبغضان علی میں سے بہت سے لوگ مومن تھے اور ہیں۔

حدیث ابو سعید خدری

ترمذی ہی فرماتے ہیں: 'حدثنا قتيبه ثنا جعفر بن سلمان عن أبي هارون العبدي عن أبي سعيد الخدري قال: إنا كنا لنعرف المنافقين نحن معشر الأنصار ببغضهم على بن أبي طالب' (ج ۲ ص ۲۱۲) ابو ہارون عبدی کذاب نے حضرت ابو سعید خدری کی طرف منسوب کر کے کہا کہ انھوں نے کہا تھا کہ ہم گروہ انصار منافقین کو یوں پہچان لیتے تھے کہ وہ علی سے بغض رکھتے تھے۔

ترمذی نے اس پر یہ تبصرہ کیا ہے: 'هذا حديث غريب وقد تكلم شعبة في أبي هارون العبدي' (یہ حدیث غریب ہے اور شعبہ نے ابوہارون العبدی پر کلام کیا ہے)۔ ترمذی کا یہ تبصرہ نہایت سطحی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترمذی کو اس قسم کی احادیث موضوعہ نقل کرنا جائز نہ تھا، الّا یہ کہ وہ اس کے وضع کی تصریح کر دیتے۔ یہ حدیث غریب نہیں قطعاً موضوع ہے، یعنی عمارہ بن جوین عبدی مردود کی تصنیف کردہ ہے۔ یہ نہایت خبیث اور مفتری کذاب رافضی تھا۔ نہ صرف شعبہ، بلکہ بہت سے ائمۂ حدیث نے اس کے کذاب ہونے کی شہادت دی ہے۔ اس کا کچھ مفصل تذکرہ ہم منتہی الآراب ۲/ ۶۲ پر کر آئے ہیں (ذیل میں ملاحظہ ہو: غ)۔

عمارہ بن جوین عبدی: ابوہارون عمارہ بن جوین العبدی البصری: نسائی نے اس کے متعلق کہا ہے: 'متروك الحديث ليس بحجة' (متروک ہے حجت نہیں)۔ ابواسحاق جوزجانی نے: کذاب مفتری (بڑا جھوٹا ہے)، شعبہ وحماد بن زید وابن معین وعثمان بن ابی شیبہ جیسے اعلام نے اُسے کذاب ودروغ باف قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے لکھا ہے: 'كان يروى عن أبي سعيد ما ليس من حديثه، لا يحل كتب حديثه الا على جهة التعجب' (یہ حضرت ابوسعید سے وہ حدیثیں روایت کر دیتا ہے جو ان کی حدیث ہے ہی نہیں، اس کی روایات کو بس تعجب کے طور پر نقل کرنا جائز ہے)۔

یہ بالاتفاق ساقط الاعتبار ہے۔ اس کے پاس گھڑی ہوئی روایات کا ایک پلندہ تھا جس کو حضرت علی کی طرف منسوب کر کے 'هذه صحيفة الوصى' (یہ رسول اللہ کے وصی یعنی حضرت علی کا صحیفہ ہے) کہا کرتا۔ اس کی خباثت وکذب بیانی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' میں کامل ابن عدی کے حوالہ سے محدث جلیل بہز بن اسد سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابوہارون العبدی کے پاس گیا اور کہا تم نے حضرت ابوسعید خدری سے کچھ حدیثیں لکھی ہیں مجھے دکھاؤ۔ اس نے ایک کتاب نکالی میں نے اس میں ایک جگہ دیکھا (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) 'حدثنا أبو سعيد أن عثمان أدخل حفرته وهو كافر بالله' (ہمیں ابوسعید نے بیان کیا کہ عثمان (غنی) کو قبر میں داخل کیا گیا اور وہ کفر کے مرتکب ہو چکے تھے)۔ میں نے یہ پڑھ کر اس سے کہا تمھیں اس کا اقرار ہے، یعنی یہ ٹھیک لکھا ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ میں اس کی کتاب کو اس کے ہاتھوں میں پٹخ کر چلا آیا (ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب المجلد السابع ص دار الفکر بیروت الطبعۃ الاولی ۱۹۸۴ء ص ۳۶۱-۳۶۲ (غ)۔